اورینٹل کالج میگزین، جلد۹۸، شمارہ۲، مسلسل شمارہ:۳۶۸، سال ۲۰۲۳ء

مہستی گنجوی دور حاضر کی کشور ناہید

صائمہ اعجاز

اسسٹنٹ پروفیسر فارسی

گورنمنٹ کالج برائے خواتین چونا منڈی، لاہور

MAHSATI GANJIVI
AS KISHWAR NAHEED OF CONTEMPORARY TIMES

Saima Ijaz
Assistant Professor of Persian
Govt. College (W) Chuna Mandi, Lahore

Abstract

Mahsati Ganjivi is a well known poetess of 5th century A.H who was first poetess of quartrain and she was also first poetess who wrote Shahre Ashob in quartrain and she gave novelty to this form of poetry by discussing the professions of common people like butcher, shoe maker etc.she was the courageous lady who expressed feelings of women librally and she also pin pointed the double standards of religious people like Hafiz Shirazi. Because of her boldness she has to face criticism and also was imprisioned.Echo of Mahsati Ganjivi can be heard in the poetry of Kishwar Naheed who was born in Sayyid family where she had to face restrictions of hijab and other social injustice and superiority of man over woman. So she like Mahsati raised her voice against this social injustice and strongly propounded the sentiments of a woman and denied the supremacy of man, that's why she was conferred with the title of rebel.

Keywords:
Mahsati, kishwar Naheed, quartrain, Shahre Ashob, social restriction, Feminism, injustice, Rebel

مہستی گنجوی(۱۰۸۹ء۔۱۱۸۱ء) ایرانی شاعرہ ہے۔اس کا دور پانچویں اور چھٹی صدی ہجری کا ہے۔ اسے عمر خیام(۱۰۴۸ء۔۱۱۳۱ء) کے بعد ایران کی مایہ ناز رباعی گو شاعرہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔(۱)

مہستی گنجوی آذربائیجانی فارسی ادب کی پہلی مشہور رباعی گو شاعرہ ہے۔آذربائجان کے عظیم شاعروں خاقانی (۱۱۲۶ء۔۱۱۹۸ء) اور نظامی گنجوی(۱۱۴۰ء۔۱۲۰۲ء) کی طرح ان کا نام بھی ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔(۲)

مہستی کو رباعی کی صنف میں شہر آشوب کا بانی بھی تصور کیا جاتا ہے۔وہ ایک منفرد شاعرہ ہے اور روایت شکن ہونا اس کی نمایاں خوبی ہے۔ شاعری کے علاوہ وہ سلطان سنجر کے دربار میں دبیری کے اہم فرائض بھی انجام دیتی تھی ۔مہستی وہ پہلی شاعرہ ہے جس نے شہر آشوب کی صنف میں جدت و ابتکار کا مظاہرہ کرتے ہوئے مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی تفریحات و مشاغل کو بیان کیا ہے، اس لحاظ سے مہستی کو عوامی شاعرہ بھی کہا جاتا ہے۔اس کے اشعار میں معاشرتی رسوم ورواج کی ترجمانی نظر آتی ہے۔شہر آشوب کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو:

باد آمد وگل بر سر می خواران ریخت
یار آمد و می در قدح ریخت
آن عنبر تر، رونق عطاران برد
وان نرگس مست، خون ھشیاران ریخت(۳)

ترجمہ: ہوا چلی اور شراب پینے والوں پر پھول نچھاور کر گئی۔محبوب آیا اور پیالے میں شراب انڈیل دی۔وہ گیلی عنبر عطاروں کی رونق لے گئی اور مست نرگس نے عقل مندوں کا خون بہادیا۔

احمد گل چین(۱۲۹۵ء۔۱۳۷۹ء) نے بھی مہستی کی اس خوبی کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

مہستی کی شاعری میں جدت ہے اس وجہ سے اسے ایک خاص اسلوب کا علم بردار کہا جاتا ہے جو بعد میں صفوی دور میں بہت مقبول ہوا جسے شہر آشوب کا نام دیا گیا۔(۴)

مہستی گنجوی کے عہد زندگی، تاریخ ولادت اور تاریخ وفات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔کچھ تذکرہ نویس اسے محمود غزنوی(۳۵۱ھ /۵۸۲ء۔۹۶۲ھ /۱۱۸۶ء) کے دور کی شاعرہ گردانتے ہیں اور بعض کے

نزدیک وہ سلطان سنجر سلجوقی(م:۵۵۲ھ /۱۱۵۷ء) کے دربار سے وابستہ تھی- لیکن غالب رائے کے مطابق وہ سلجوقی دور سے وابستہ تھی اور خطیب گنجہ کی بیوی تھی جو خود بھی غزنوی دور کا ایک اہم شاعر تھا۔

اگر ہم فارسی شاعری کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہمیں مرد شاعروں کے مقابلے میں شاعرات کی تعداد بہت کم دکھائی دیتی ہے۔ سامانی دور کی شاعرہ رابعہ قزداری(۹۴۰ء) کے گزرنے کے بعد کئی صدیوں تک کوئی خاتون شاعرہ نظر نہیں آتی۔ رابعہ کے بعد سلجوقی دور میں ایک عظیم شاعرہ مہستی گنجوی کا ظہور ہوا۔ سلجوقی دور علم وادب کی ترویج و اشاعت کے لحاظ سے بہت زرخیز دور ہے۔ اس دور میں بہ یک وقت بہت سے نمایاں شعرا جیسا کہ نظامی گنجوی(۱۱۴۰۔ ۱۲۰۲ء) سنائی غزنوی(۱۰۸۰۔ ۱۱۶۰ء) عطار نیشاپوری (۱۱۴۵۔۱۲۲۱ء)انوری (۱۱۱۷۔۱۱۵۷ء)،خاقانی(۱۱۲۶۔۱۱۹۸ء)ابوسعید ابوالخیر (۹۶۷۔۱۰۴۹ء) اور عمر خیام (۱۰۴۸۔۱۱۳۱ء) وغیرہ کا اجتماع نظر آتا ہے ۔ایسے میں کسی خاتون شاعرہ کا ایک نمایاں مقام حاصل کرنا بڑے اعزاز کی بات ہے۔

مہستی کا **دیوان** اب موجود نہیں۔ دسویں صدی میں جب ہرات پر عبید اللہ خان ازبک کا حملہ ہوا تو یہ دیوان بھی تباہ ہو گیا۔(۵)

مہستی اپنے نام کی طرح خوب صورت تھی اور اس کے اشعار میں بھی بلا کی لطافت وروانی، شوخی ورعنائی موجود ہے اس کے ہاں غم واندوہ اور سوزو گداز کم ہے۔ اس کی شاعری محبت، جنون، مزاح، کوملتا، دیانت اور خوب صورتی کا اظہار ہے۔ اس کے اشعار خوشی سے بھرپور اور اداسی سے دور ہیں۔

مثلاً فطرت کی تعریف کرتے ہوئے کہتی ہے:

می خورد به پائیز درخت از ژاله
شد مست و شکوفه می کند یکساله
از بهر شکوفه کردنش بین که چمن
بنهاده هزار طشت لعل از لاله(۶)

ترجمہ: خزاں کے موسم میں درخت شبنم کے قطرے پی کر مست ہو گیا اور ایک سال میں اس پر پھول کھلنے لگیں گے۔ اس درخت پر پھول کھلانے لیے باغ کا لعل جیسے لالہ کے پھولوں سے پر ہزار طشت پیش کرنا دیکھ۔

مہستی بہت دلیر، نڈر اور روایت شکن تھی اور اس نے اگر عشق کیا تو اس کا برملا اظہار بھی کیا۔ وہ محبت کے جذبے اور ایک عورت کے احساسات و جذبات کو بڑی دلیری سے بیان کرتی ہے اور لوگوں کے طنز و تشنیع کی بالکل پرواہ نہیں کرتی۔ وہ ناانصافی اور غلط روایات کے خلاف آواز اٹھانے سے پیچھے نہیں ہٹتی قرون وسطیٰ میں ایک عورت کی بے باکی کو برداشت کرنا ایک مردنواز معاشرے میں بہت مشکل تھا اس وجہ سے اسے قید و بند کی سختیاں بھی برداشت کرنا پڑیں جن کا ذکر وہ یوں کرتی ہے:

شاہان چو بہ روز بزم ساغر گیرند
بر یاد سماع و چنگ و چاکر گیرندس
دست چو منی کہ پای بند طرب است
در خام نگیرند کہ در زر گیرند(۷)

ترجمہ: بادشاہ جب محفل میں شراب کے جام پکڑتے ہیں سماع، ساز اور خدمت گاروں کو یاد کرتے ہیں، میرے جیسی کے ہاتھ جو نشاط کے عادی ہیں انھیں زنجیروں کی بہ جائے سونے سے سجانا چاہیے۔

ایک اور رباعی میں وہ یوں سخن سرا ہے:

شہ کندہ نمود سرو سیمین تن را
زین عارضہ ضجہ خاست مرد و زن را
افسوس کہ در کندہ بہ خواہد سودن
پایی کہ دو شاخہ بود صد گردن را(۸)

ترجمہ: بادشاہ نے چاندی جیسا جسم رکھنے والی کو شکنجے میں کس دیا، اس وجہ سے سب مرد و زن گریہ کناں ہیں۔ افسوس کہ اس کے پاؤں بیڑیاں اور گردن میں طوق ڈال دیا گیا۔

زنان سخنور کا مصنف لکھتا ہے کہ سلطان کو امیر خطیب سے مہستی کی محبت ناگوار گزری اور اس نے اسے شہر بدر کر دیا۔(۹)

مہستی گنجوی ایک عورت کی دلی کیفیات کو بہت کھل کر بیان کرتی ہے۔ وہ محبت اور دلی جذبات کو جیسا محسوس کرتی ہے ویسے ہی بغیر کسی لگی لپٹی کے کہہ دیتی ہے وہ ایک ماہر طنز پرداز بھی ہے اور حافظ شیرازی کی طرح مذہبی ریاکاری کو بھی تنقید کا نشانہ بناتی ہے۔ یہی

وجہ ہے کہ مردوں کے معاشرے میں عورت کا اس قدر کھل کر اپنی رائے کا اظہار قابل قبول نہ تھا اور اسے ہدف تنقید بنایا گیا بل کہ اس کو فاحشہ اور طوائف تک کے القابات سے نوازا گیا اور یہ اس کی آزادی سے جینے کی خواہش کی سزا تھی۔ اس کی زندگی کی زیادہ تر تفصیلات جن میں ان کے مبینہ معاشقوں،مذہبی نظریات، معاشرے کے تقاضوں سے بغاوت کا ذکر ان کے ہم عصروں یا ان کے بعد آنے والے مؤرخوں سے سننے کو ملتا ہے۔مہستی جیسی ہی ایک اوردلیر شاعرہ ہمیں اردو ادب میں بھی نظر آتی ہے جس کا نام کشور ناہید(۱۳۱۸ھ / ۱۹۴۰ء) ہے۔

مہستی کی اس جرات اور دلیری کی وجہ سے محققین اسے بیسویں صدی کی مشہور شاعرہ کشور ناہید قرار دیتے ہیں۔

جیسا کہ مشہور کالم نگار لکھتا ہے:

”مہستی گنجوی(۴۶۷ھ / ۱۰۸۹ء) کا تعلق گنجہ سے ہے۔ مہستی گنجوی دور حاضر کی کشور ناہید تھی۔ بہادر، بے باک اور روایت سے انحراف کرنے والی،اعلی پائے کی رباعی گو تھی۔“(۱۰)

کالم نگار محمد اظہار الحق ایک اور جگہ اپنی رائے کا اظہار یوں کرتے ہیں:

”گنجہ نے دنیا کو جو دو عالمی شعرا دیے ان میں ایک مہستی گنجوی تھی جو ایک روشن فکر خاتون تھی، وہ اپنے دور کی کشور ناہید تھی۔ فرق صرف یہ ہے کہ جو معاشرہ کشور ناہید کو ملا ہے وہ بہت ہی قدامت پسند اور تنگ نظر معاشرہ تھا۔“(۱۱)

کشور ناہید نے ایک سید گھرانے میں جنم لیا جہاں بچپن ہی سے پردے کی پابندی ضروری قرار دی گئی اور عورت کی آزادی ناپسندیدہ سمجھی جاتی تھی اور پھر ہندو معاشرہ تو ویسے ہی عورت کو اچھوت سمجھا جاتا تھا- مگر کشور ان پابندیوں کے خلاف تھی وہ عورت کے ساتھ ظالمانہ اور امتیازی رویے کی مخالف تھی اس نے تمام زندگی حقوق نسواں کے لیے تگ و دو کی اور اپنے جذبات واحساسات کو پورے خلوص اور سچائی سے اس طرح بیان کیا کہ ایک عورت کے جذبات کی مکمل عکاسی ہو جائے۔ کشور کے اسی انداز نے قارئین کو بہت متاثر کیا اور اس کی شاعری کو شہرت دوام سے بھی ہم کنار کیا۔ سر سڈنی (۱۵۵۴۔۱۵۸۶ء) کے یہ قول: "I dip my pen into my heart and I write"

کشور ناہید کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں جو اس کے دلی جذبات اور خلوص کے عکاس ہیں:

بے وقعت سنگریزے

تمنا کے نیزے

کبھی قفل امید کی کھوئی کرن

پلے گی اسی غم زدہ ڈھیر ٹٹولے

کہ اب جانے کب روشنی ہو(۱۲)

خواہش سکوں کی شوق جراحت مسل گئی

ہر شخص آئینے کی طرح بے زبان لگا(۱۳)

کشور ناہید کی تحریروں میں ہمیں نہ صرف ایک عورت کے جذبات واحساسات کی دل کشی دکھائی دیتی ہے بل کہ گہرا سیاسی شعور بھی نظر آتا ہے ۔ وہ اپنے زمانے کے سیاسی اتار چڑھاؤ اور سماجی برائیوں پر بھی بے لاگ تبصرہ کرتی ہے اور ایک ظالم اور سفاک نظام کو بھی ہدف تنقید بناتی ہے اور غریب کے استحصال کے خلاف آواز بلند کرتی ہے اور سوال کرتی ہے:

بولنے والے ہمارے شہر میں کتنے رہ گئے ہیں

ان کے سر کاٹ کر واقعی سجا لینے چاہییں

کہ پھر دیکھنے کو بھی ایسے لوگ نہیں ملیں گے(۱۴)

کشور ایک ایسے معاشرے میں جہاں مرد کی بالادستی عورت سے اس کی ذات کی پہچان چھین لیتی ہے۔ ایک مجاہد کی طرح ابھر کر سامنے آتی ہے اور عورت کے مقام اور منفرد تشخص کے لیے لڑتی ہے اور مرد کے ہاتھوں استحصال کے خلاف علَم بلند کرتی ہے۔ اسی پاداش میں اسے سماج نے باغی قرار دیا۔ کشور ناہید سے متعلق خالدہ حسین (۱۹۳۷ـ۲۰۱۹ء) تبصرہ کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ کشور ناہید کو شاید لوگ ایک ایسی آزاد خیال اور غیر سنجیدہ عورت سمجھتے ہیں جو فقط روایات سے جان چھڑا کر اپنی مرضی کی زندگی جینا چاہتی ہے حال آں کہ ایسا نہیں ہے وہ زندگی کے بارے میں سنجیدہ رویہ رکھتی ہے اور عورت سے ہونے والی ناانصافی اسے تکلیف دیتی ہے اور وہ اس کے خلاف آواز بلند کرتی ہے اور وہ زندگی کے بارے میں ایک مثبت نظریہ رکھتی ہے جو ہماری زندگیوں میں مفقود ہے۔(۱۵)

اسی لیے اکثر ناقدین کشور کی شاعری کو غنائیت سے عاری اور تلخ و ترش حقیقتوں کا مجموعہ خیال کرتے ہیں جس میں عورت کا وجود اور اس کی آواز سنائی دیتی ہے۔

رابعہ قزداری ہو، مہستی گنجوی یا کشور ناہید ہر اس عورت کی آواز ہیں جو زنجیروں سے آزاد ہو کر زندگی گزارنا چاہتی ہے مگر مردوں کا معاشرہ اسے برداشت نہیں کر تا بل کہ اسے رابعہ کی طرح مار ڈالتا ہے یا مہستی کی طرح پابند سلاسل کر دیتا ہے یا پھر کشور ناہید کی طرح باغی قرار دیتا ہے۔ مگر اس سب کے باوجود کشور اور مہستی کی شاعری کی عظمت اور خدمات کو عالمی سطح پر سراہا گیا اور کشور کو "The Best Poetry Translation Award" سے نوازا گیا۔ جب کہ مہستی کی یاد میں آج گنجہ، آذربائجان میں کئی عمارتیں تعمیر کی گئی ہیں اور یونیسیف ان کی یاد میں نو سو سالہ تقریبات کا اہتمام کر چکی ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) معین الدین محرابی، مہستی گنجہ ای، بزرگترین زن شاعر رباعی سرا، (تہران: انتشارات توس، ۱۳۸۲ش)، ۲۹۔

(۲) رفاییل حسینوف، ترتیب دھندۂ مقدمہ، زیر نظر: محمد آقا سلطان ،کتاب خطی در مخزن کتب خطی، (باکو: آکادمی علوم آذربایجان یازیچی شمارہ ۱۱۶)

(۳) احمد زلالی خوانساری، رباعیات مہستی، (تہران: ۱۳۷۵ش)،۳۔

(۴) احمد گل چین معانی، شہر آشوب در شعر فارسی، (تہران، ۱۳۴۶ش)

(۵) لطف علی بیگ آذر بیگدلی، آتشکدہ آذر، بہ اہتمام سید جعفر شہیدی، (تہران: انتشارات مؤسسہ نشر کتاب، ۱۳۳۷ش)،۳۶۰۔

(۶) احمد سہیلی خوانساری، رباعیات مہستی، ۸۳۔

(۷) مہستی گنجوی، دیوان مہستی، (تہران: ۱۳۳۵ش، گرد آورندہ طاہری شہاب)، ۴۴۔

(۸) مہستی زیبا، بہ تحقیق و گرد آوری فریتس مایر، (تہران: ۱۹۶۳)، ۱۲۹۔

(۹) معین الدین محرابی، مہستی گنجہ ای، بزرگترین زن شاعر رباعی سرا، ۳۰۔

(۱۰) محمد اظہار الحق dunya.com.pk,7-01-2021

(۱۱) محمد اظہار الحق، کیا تلون صرف شہنشاہ ہمایوں میں تھا۔ 2019 1-6 ، روزنامہ نائنٹی ٹو۔

(۱۲) کشور ناہید، ملامتوں کے درمیان، (لاہور: مکتبہ عالیہ، ۱۹۸۱ء)، ۹۳۔

(۱۳) کشور ناہید، لب گویا، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۱ء)، ۱۹۔

(۱۴) کشور ناہید، ملامتوں کے درمیان ، ۱۵۲۔

(۱۵) خالدہ حسین ،ملامتوں کے درمیان---کیوں؟، ۱۱۔

BIBLIOGRAPHY

- Fretus Mayir, *Mahesti Zebā*, (Tehran,1963).
- Ahmad Zulaili Khawansari, *Rūbā'ayat-i Mehsati*, (Tehran: 1375).
- Kishwar Naheed, *Lab-i Goyā*, (Lahore: Sang-e Meel Publications, 1991).
- Kishwar Naheed, *Malāmto͟n ke Darmeyān*, (Lahore: Maktaba Alia, 1981)
- Lutf Ali baigdili, *Ātish Kadah Āzar*, (Tehran: Intasharat-e Moassas Nashre Kitab, 1337).
- Mahesti Ganjvi, *Dīvān-e Mahestī,* (Comp.), Taheri Shahab.
- Moeen al-Din Mehrabi, *Mahesti Ganjā ī, Bazurgtrīn zan Rubā'ī sara*, (Tehran: Intasharat- e Toos, 1382).

❖❖❖